413

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۵۵ | مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ہفتہ کے روز عصر کے درس کے بعد کھانسی کی سخت تکلیف ہوگئی رات کے دو بجے تک ایسی شدت رہی۔ کہ چھاتی کو ہاتھ سے دبا کر دم لے سکتے۔ صبح ۸ بجے پھر تکلیف شروع ہوگئی۔ دن میں تخفیف رہی۔ مگر شام کو کھانسی بھی بڑھ گئی۔ اور بخار بھی ہو گیا۔ نیز پیشانی کے دائیں طرف ابرو کے مقام پر درد کی بہت تکلیف تھی۔ رات بھر بخار ۱۰۱ اور ۱۰۲ کے درمیان رہا اگلی صبح کو کسی قدر کم ہو گیا۔ مگر شام کو پھر تیز ہو گیا اور آٹھ بجے کے قریب ۱۰۳.۵ درجہ تک پہنچ گیا۔ اسوقت حضور کو گھبراہٹ اور غنودگی ہونے لگی۔ جس سے معالجوں کو بھی حصہ ملا۔ مگر شافی حقیقی نے جلد رحم فرمایا۔ کہ حضور کی طبیعت نیند کی طرف مائل ہو گئی۔ اور رات بھر آرام سے سوئے۔

آج صبح (۱۶ جنوری) درجہ حرارت صرف ۱۰۰ تھا اور اسوقت (بارہ بجے) ۹۹ ہے۔ کھانسی میں بھی بہت تخفیف ہے۔ اللہ تعالیٰ بقیہ حصہ بیماری کو بھی جلد دور فرما دے۔ احباب دعاؤں میں لگے رہیں ؂

اودنی اقوام میں تبلیغ کی طرف توجہ کی جا رہی ہے ہفتہ گذشتہ میں جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے اور چودھری حاکم علی صاحب یہاں کے چوہڑوں میں تبلیغ کیلئے گئے۔ بیرونی احباب کو بھی پسماندہ اقوام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

نظم

جناب قاسم علیخان صاحب رام پوری کی نظم جو انہوں نے سالانہ اجتماع میں پڑھی

جو چاہے جہاں میں صراطِ سویا
ہے اسکے لئے جلسہ احمدیہ

نہ کیوں قادیاں کا ہو جلسہ مبارک
کہ خیر المقام و احسن ندیا

جو پہنچے ہیں اس باغ وحدت میں داخل
وہ پھل کھایا کرتے ہیں رطباً جنیا

یہ ہے یادگار مسیح محمدؐ
کیا جس کو حق نے رسولاً نبیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجز کج نہ تھا جن کے سینہ میں کچھ حق
نکالے گئے وہ بقلب شقیا
کہا جبکہ للکار کر شیر حق نے
مثیل مسیحا جعلنی نبیا
تو پہلی طرح پھر کہا منکروں نے
کہ حاشا لقد جئت شیئاً فریا
نبی آیا - لیکن نہ دنیا نے مانا
یہ کس کی تھی پیاری ندائے خفیا
کوئی جا کے بیخانیوں سے تو پوچھے
گئے جو تکبر میں ہو کر عتیا
معاندنے چاہا کریں اسکو نیچا
خدا نے کیا سب میں صدقاً علیا
نبی نے دعا کس کے حق میں یہ کی تھی
کہ بخشیں اسے خدا من لدنک ولیا
ڈرو حق سے کیا کار انسان ہے یہ
کہا جبکہ محمود قبل سمیا
جو تھی اپنے موعود کی پیشگوئی
تو بخشا خدا نے غلاماً زکیا
جہاں سے سلم میں ہے قول حق کا
میں راضی ہوں تو ہے جو رب رضیا
غلامی محمود میں قادیانی
رکھے مجھ کو اللہ ما دمت حیا

اخبار احمدیہ

زکوٰۃ زکوٰۃ ایک خاص فریضہ اسلام ہے۔ اس کے ادا کرنے میں احباب کو ہمیشہ چوکس رہنا چاہیئے۔ تمام سکرٹری صاحبان کی خدمت میں جلسہ سالانہ کے موقع پر اس فرض کی ادائگی کی طرف توجہ رکھنے کی بہت تاکید کی گئی تھی۔ اب اس اعلان کے ذریعہ جملہ احباب صاحب نصاب کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ وہ حتی الوسع اس فرض کی ادائگی میں کوتاہی نہ ہونے دیں ؛

زکوٰۃ و صدقات کی آمد سال مختتمہ ۳۰ ر ستمبر ۱۹۲۲ء نظارت و صدر انجمن میں ملا کر اٹھارہ ہزار ہوئی - اور اس کے بالمقابل خرچ تیس ہزار ہوا ہے - جس سے اور ضروری اخراجات کا روپیہ ادھر خرچ ہو رہا ہے۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء سے لیکر اب تک بھی اس فنڈ کی آمد بہت ہی کم ہو رہی ہے۔ تین ہزار سے اوپر قرض لیکر اس مد میں خرچ ہو چکا ہے۔ اور جلسہ پر بھی ان مدات کی آمد بہت ہی کم ہوئی ہے - اتنی بڑی جماعت سے محض زکوٰۃ کی رقم اگر پوری پوری وصول ہو تو خرچ کے لئے اور مدات پر بار نہ پڑے۔

زکوٰۃ کی رقم ارسال کرنے میں احباب خیال رکھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام یا ناظر بیت المال کے نام بھیجی جائے - والسلام

عبدالمغنی - ناظر بیت المال - قادیان

اعلان نکاح (۱) ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سردار بیگم بنت شیخ محمد حسین صاحب سب جج زہرہ کا نکاح میاں عبدالرحیم صاحب پسر میاں غلام محمد صاحب امرتسری سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا - خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

(۲) صفیہ بیگم بنت سید غلام حسین صاحب احمدی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کیٹل فارم حصار کا نکاح چار ہزار روپیہ مہر پر سید رحمت علی شاہ صاحب احمدی بی اے سکنہ ضلع سیالکوٹ کے ساتھ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو ایک لطیف خطبہ کے ساتھ پڑھا - اللہ تعالےٰ جانبین کے واسطے مبارک کرے - آمین ؛

ولادت مولوی فضل الدین صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہاں اللہ تعالےٰ نے دوسرا فرزند نرینہ عنایت فرمایا ہے - جس کا نام ان کے استاد جناب مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے عرفان احمد رکھا ہے - احباب اس کی درازیٔ عمر کے لئے دعا فرماویں - اللہ کریم اسے خادم دین بنائے

مولوی صاحب ایک روپیہ اس خوشی میں الفضل فنڈ میں دیتے ہیں -

ڈاکٹر منظور احمد منظور - بھیرہ وی

میرا تھیلا جلسہ سے واپسی پر لاہور کے اسٹیشن پر میں نے اپنا تھیلا (فوجی جھولا) ایک احمدی بھائی کو جو ساٹھ برس کی عمر کے تھے - دیا - اتفاقاً مجھے پھر نہ مل سکے - اور لائلپور کی طرف چلے گئے - یہ صاحب اصلی جالندھر کے رہنے والے ہیں - اور میرے تھیلے میں مفصلہ ذیل اشیاء تھیں :-

ایک عینک - ایک حمائل - ایک پانچ روپیہ کا نوٹ - ۲۹ عدد پڑیہ سُرمہ مرزا حاکم بیگ کی تیار کردہ - اور چند اشیاء براہ کرم مجھے یہ تھیلا پہنچا دیں ؛

امیر الدین احمدی - محلہ موچیاں - گجرات پنجاب

درخواست حوالہ

بجناب مولوی محمد علی صاحب

السلام علیکم - جناب کی تقریر "احمدیت کیا ہے" پیغام صلح ۱۷ر جنوری میں چھپی ہے - اسمیں ایک فقرہ یہ ہے :-

"میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں حنفی المذہب ہوں - قادیان والوں نے کبھی غور کیا ہوتا - کہ نبی اور حنفی؟ یہ کس قسم کی نبوت ہے - کہ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرتے ہیں"

خاکسار "قادیان والا" تو نہیں - البتہ قادیان والے کا ایک ادنیٰ ترین خادم ضرور ہے - اور قادیان ہی کی مقدس سرزمین میں رہتا ہے حسب الارشاد اس معاملہ میں غور کرنا چاہتا ہے - گو پہلے بھی غور کر کے ہی بیعت کی تھی - جناب مجھے اس کتاب کا بقید صفحہ و سطر حوالہ دیں - بلکہ وہ حوالہ ہی پیغام صلح میں چھپوا کر ممنون فرمائیں جسمیں "میرزا صاحب" (غالباً اس سے مراد آپ کی بیعت کے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں) نے لکھا ہے کہ میں حنفی المذہب ہوں اور کہا امام ابو حنیفہ کا پیرو ہوں۔

اگر جناب کے اوقات گرامی میں جواب سے مجھے موقع ہو تو کسی خادم دربار عالیہ سرکار کو ارشاد فرمائے کہ حوالہ پیغام صلح میں دیدے - بندہ ناچیز اکمل عفا اللہ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۱۸ر جنوری ۱۹۲۳ء

مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تقریر پر نظر

ہزیمت خوردہ دشمن

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریر میں جو ۷ر جنوری ۱۹۲۳ء کے پیغام میں شایع ہوئی ہے ایک خائب و خاسر۔ ناکام و نامراد اور ہزیمت خوردہ دشمن کے لب و لہجہ میں یہ رونا رویا ہے۔ کہ مبائعین بلا وجہ ان سے ناراض ہیں۔ یونہی ان سے بگڑتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ بالکل بے گناہ اور بے قصور ہیں۔ چنانچہ ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہم سے ناراض ہیں۔ لیکن آخر ہم ان کا کیا بگاڑتے ہیں؟"

"آخر ان کے نزدیک ہم کونسا بُرا کام کرتے ہیں کہ یہ ہم سے بگڑتے ہیں"

"ہمارا کونسا کام ان کی نگاہ میں بُرا ہے جس کے لئے یہ ہم سے عداوت رکھتے ہیں"

ممکن ہے۔ مولوی صاحب نے ناواقف لوگوں کو اپنی جھوٹی مظلومیت کا یقین دلانے کیلئے یہ ڈھنگ اختیار کیا ہو لیکن واقف کار اصحاب جو جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب ہر وقت بغض و عداوت میں جل کر ہمیں نقصان پہنچانے اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے میں لگے رہتے ہیں۔ ہر بات میں ہمارے خلاف آواز اٹھانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کوئی موقع ایسا نہیں جانے دیتے جسمیں ہمارے متعلق زہر نہ اگلتے ہوں۔ جس کا بالکل تازہ ثبوت ان کی اس چٹھی سے مل سکتا ہے۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک شہادت کے خلاف لکھ کر متعدد اُردو اخبارات میں شایع کرائی۔ اور جب اس کا مسکت جواب مل گیا۔ تو بحث کو اور رنگ میں چھیڑ دیا۔ جو ابھی تک جاری ہے۔

وہ اصحاب جو مولوی صاحب کی اس قسم کی کارروائیوں سے واقف ہیں۔ وہ ان کے تسوؤں کی حقیقت خوب جانتے ہیں۔ اور اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ان کا محض دہوکہ اور چال ہے۔ جسمیں اتنی بھی صداقت نہیں ہے۔ جتنی مولوی صاحب کی قدر و وقعت ان کے ساتھیوں کی نظر میں ہے۔

اگرچہ مولوی صاحب کی تقریر شروع سے لیکر اخیر تک پریشان خیالیوں کا مجموعہ ہے۔ اور اسمیں کوئی بھی ایسا اعتراض نہیں جس کا کئی بار ہماری طرف سے جواب نہ دیا جاچکا ہو تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر سرسری نظر ڈالی جائے۔

ہم کیوں ناراض ہیں؟

مولوی صاحب اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ اور کیا ہی سچ فرماتے ہیں:۔

"ہماری حالت اسوقت انتہائے ذلت کو پہنچ چکی ہے وہ شخص جو اسلام کا اندازہ ہماری حالت سے کرے اس کیلئے مشکل ہے کہ اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھ سکے"

یہ اس شخص کا بیان ہے۔ جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا قائم مقام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کا حقیقی لیڈر سمجھتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے ماننے والے ان لوگوں کو جو اس کی حقیقت پر اطلاع رکھنے کی وجہ سے اس سے الگ ہیں۔ گمراہ اور ضلالت میں گرا ہوا کہتا ہے۔

اس کے متعلق ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا یہی نتیجہ ہے کہ انہوں نے آپ جیسے لوگ پیدا کرئے۔ جو خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ہماری حالت اسوقت انتہائے ذلت کو پہنچ چکی ہے۔ اور ہماری حالت سے اسلام کا اندازہ لگانیوالا اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں نہیں دیکھ سکتا۔ اور کیا آپ اسی بناء پر اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا سچا پیرو اور جانشین سمجھتے اور مبائعین کو غالی اور ضال وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

اپنے اسی بیان پر اگر مولوی محمد علی صاحب غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ ہم ان سے کیوں ناراض ہیں۔ اور ان سے کیوں بگڑتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ناراض ہونے اور بگڑنے کی انہی کے الفاظ میں صرف یہ ہے کہ "وہ شخص جو اسلام کا اندازہ ان کی موجودہ حالت سے کرے۔ اس کے لئے مشکل ہے کہ اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھ سکے"

احمدیت کے متعلق محبت کی رَو کو کس نے روکا

مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں اس فرسودہ اور بے اعتراض کو جس کا بارہا مسکت جواب دیا جاچکا ہے۔ پھر دوہرایا ہے کہ:۔

"میں افسوس کرتا ہوں اس بات پر۔ کہ ہمارے ہی ایک گروہ نے اس بڑھتی ہوئی محبت کی رَو کو روک دیا ہے۔ جو احمدیت کے متعلق عام طور پر تھی۔ اسکی بجائے جگہ عام طور پر تنفر پھیل گیا ہے۔ وہ احمدیت جس کے متعلق محبت ترقی کرتی جاتی تھی۔ اس کا نام لیوا ایک ایسا شخص پیدا ہوا۔ جس نے اس کو تنفر اور بغض سے بدل دیا"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ پر یہ کوئی نیا الزام نہیں جو مولوی صاحب نے لگایا۔ لیکن انہیں اتنا تو سوچنا چاہیئے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے احمدیت کے متعلق محبت کی بڑھتی ہوئی رَو کو روک دیا ہے۔ اور اس کو تنفر اور بغض سے بدل دیا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ آپ کے ذریعہ احمدیت میں کوئی داخل نہ ہوتا۔ اور اس کے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحب جو احمدیت کی بڑھتی ہوئی رَو کو اور زیادہ بڑھانے کے مدعی ہیں۔ ان کے ذریعہ جوق در جوق لوگ احمدیت میں داخل ہوتے۔ لیکن کیا ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ہمیں خلافت ثانیہ کے ابتدا سے لیکر اسوقت تک کے زمانہ اور مولوی محمد علی صاحب کے سلسلہ سے کٹ کر لاہور جا ڈیرہ جمانے کے عرصہ پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ صرف جماعت احمدیہ کے حالیہ مرکزی سالانہ جلسہ اور مولوی صاحب کے اس سالانہ جلسہ کے متعلق ہی دیکھتے ہیں جسمیں انھوں نے یہ تقریر فرمائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور جیسے مقام میں مولوی صاحب جلسہ کرتے ہیں جہاں معمولی معمولی جلسوں میں ہزاروں آدمیوں کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور بتایا جاتا ہے کہ دور دور کے لوگ ان کے جلسہ میں شریک ہوتے۔ لیکن سارے مجمع کی تعداد چار پانچسو سے زیادہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ خود مولوی صاحب نے اپنی اسی تقریر میں حاضرین کی تعداد چار پانچسو بیان کی ہے یہ کل سرمایہ تھا جو مولوی صاحب نے احمدیت کے متعلق محبت کی بڑھتی ہوئی رَو کے ذریعہ تین سالہ شب و روز کی محنت شاقہ سے پیدا کیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں سالانہ جلسہ کے موقع پر جمع ہونیوالے احمدیوں کی تعداد کو پیش نہیں کرینگے۔ کہ اتنی تعداد مولوی صاحب کو کبھی خواب میں بھی نظر نہ آئی ہوگی۔ اور نہ کبھی آسکتی ہے بلکہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ صرف سالانہ جلسہ کے موقع پر پانچسو کے قریب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیوالوں کی تعداد تھی۔ اگر مولوی صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے احمدیت کے متعلق محبت کی بڑھتی ہوئی رَو کو تنفر اور بغض سے بدل دیا ہے۔ تو کیا یہ احمدیت سے تنفر اور بغض کا ہی نتیجہ ہے کہ جس قدر تعداد مولوی صاحب کے جلسہ میں لوگوں کی تھی اتنی ہی نئے لوگوں کی تعداد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل سلسلہ ہونے والوں کی تھی۔ اگر احمدیت سے تنفر اور بغض کا یہی ثبوت ہے کہ مولوی صاحب کے سارے ہمخیال جس قدر جمع ہو سکتے ہیں۔ اتنے ہی غیر احمدی صرف ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح کے ذریعہ داخل سلسلہ ہوں۔ تو کون عقلمند ہے۔ جو اس تنفر اور بغض پر مولوی صاحب کی پیدا کی ہوئی محبت کو ٹھکرا نہ دیگا۔

سچی اور حق بات یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب جو الزام حضرت خلیفۃ المسیح پر لگا رہے ہیں۔ دراصل خود اس کے ملزم ہیں۔ اور نتائج اور شواہد ان پر یہ الزام ثابت کر رہے ہیں۔ اگر ان میں اپنے الزام کو سچا ثابت کرنے کی ہمت ہے۔ اور ان کا یہ الزام ان کے دوسرے الزاموں کی طرح جھوٹ نہیں ہے۔ تو سامنے آئیں۔ اور واقعات کے رو سے اسکی صداقت پیش کریں۔ جس کے لئے ہم پہلے بھی انہیں کئی بار چیلنج دے چکے ہیں۔ لیکن وہ خوب سمجھتے ہیں کہ منہ میں جو آئے وہ کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن اسے پایۂ ثبوت تک پہنچانا بہت مشکل۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ نہ پہلے کبھی واقعات کے رو سے اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ اور نہ اب ہونگے۔ لہذا ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ نظم کا جو ابھی سالانہ جلسہ پر پڑھی گئی۔ ایک شعر انہیں سناتے ہیں ؎

اپنے کوچے میں تو کتے بھی ہیں بن جاتے شیر
بات تب ہے کہ مرے سامنے آئے کوئی

نبوت مسیح موعود کے متعلق بیہودہ مطالبہ

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ جب مبائعین حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ تو کیوں ان کے الہامات کی ایک کتاب بنا کر قرآن کے ساتھ نہیں لگا دیتے۔ یورپ میں ان کی جو مسجدیں ہیں۔ ان میں کیوں اشہد ان محمد رسول اللہ کی بجائے اشہد ان مرزا غلام احمد رسول اللہ نہیں کہتے۔

معلوم نہیں ہندوستان کو چھوڑ کر یورپ میں حضرت مسیح موعود کے نام کو اذان میں شامل کرنے کا کیوں مطالبہ کیا گیا۔ جبکہ ہندوستان میں احمدیوں کی مسجدیں موجود ہیں اور انہیں پانچوں وقت اذانیں دی جاتی ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ہندوستان میں ایسا نہیں کرایا۔ اور خود مولوی صاحب نے اس عرصہ میں جبکہ وہ حضرت مسیح موعود کو نبی۔ آخر الزمان نبی اور موعود نبی یقین کرتے تھے۔ کبھی اس طرح نہیں کیا۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان کو چھوڑ کر یورپ کے متعلق یہ مطالبہ کیا ہے۔ لیکن وہ یہ تو بتائیں۔ انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا۔ کہ جس کو نبی مانا جائے۔ اس کے الہامات کا مجموعہ قرآن کے ساتھ لگانا ضروری ہے اور اس کا نام اذان میں داخل کرنا فرض۔ کیا وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو نبی مانتے ہیں یا نہیں اور ان کا ماننا مسلمان بننے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اگر سمجھتے ہیں کہ ان پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تو کیوں ان کا نام اذان میں نہیں داخل کرتے۔ پھر توریت اور انجیل کو وہ خدا کا کلام سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اور ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ضروری ہے تو کیوں آج تک مولوی صاحب نے اصل توریت اور انجیل کا کھیرج لگا کر انہیں قرآن کے ساتھ شامل نہیں کر دیا۔ وجہ یہی ہے کہ دل ملزم ہیں جانتے ہیں کہ کوئی قرآن کے ساتھ کچھ نہیں لگا سکتا۔

احمدی کی خود ساختہ تعریف

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تقریر میں جہاں ہمارے خلاف زہر اگلا ہے وہاں اسبات کی بھی پورے زور کے ساتھ کوشش کی ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے ساتھ مل جائیں۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے "احمدی" کی ایک نئی تعریف ایجاد کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں تو احمدی ہر اس شخص کو کہوں گا۔ جو خدا کی راہ میں مال اور جان دینے کے لئے تیار ہو۔ جو اس راہ میں کسی دکھ اور تکلیف کی پروا نہیں کرتا۔ اگر بھوکا رہ کر کام کرنا پڑے تو بھی اسے دریغ نہ ہو"

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو خواہ کوئی مفتری سمجھے۔ خواہ کذاب (نعوذ باللہ) لیکن خدا کی راہ میں جان و مال دینے کا دعویدار ہو۔ تو وہ احمدی ہے۔ چونکہ ان دنوں خلافت کمیٹیوں کے ممبر اور جمعیۃ العلماء کے کارکن خدا کی راہ میں مال و جان دینے کا دعویٰ کرنے میں مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ اس لئے وہ بھی مولوی صاحب کے نزدیک احمدی ہوئے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب "احمدی" کی یہ تعریف حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر یا تقریر میں دکھا سکتے ہیں۔ اور بتا سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ان لوگوں کو جو آپ پر ایمان نہ لائیں۔ احمدی قرار دیا ہے۔ ہرگز نہیں:

اسی ایک امر سے اس بات کا بآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق چل رہے ہیں۔ اور مخالفین بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ غیر مبائعین حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف کہنے میں ذرا پروا نہیں کرتے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ مولوی محمد علی صاحب کی اسی تقریر پر تنقید کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"لاہوری پارٹی کہنے کو تو مرزا صاحب قادیانی کو مجدد بلکہ مسیح موعود کہتی ہے۔ مگر اظہار خیالات کرنے میں مرزا صاحب کی تعلیم کی پروا نہیں کرتی" (اہلحدیث ۱۲ جنوری ۲۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب کو اپنی بزدلی کا اعتراف

"احمدی" کی اس خود ساختہ تعریف پر اکتفا نہ کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدیوں کی رفاقت حاصل کرنے کی خاطر ان سے یہاں تک وعدہ کر لیا ہے کہ

"اگر کوئی ایسا مہدی یا مسیح آجائے جس کے تم منتظر بیٹھے ہو۔ کہ وہ آکر تلوار سے اسلام کو غالب کریگا۔ تو اس کو میں مان لونگا۔ بلکہ اس کو تو منوانے کی آپ فکر ہی نہ کریں۔ وہ تو خود ہی اپنے آپ کو منوالیگا۔ بھلا جس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ اس کو کون ہے۔ جو نہ مانے"

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے جو وعدہ کیا ہے۔ اسکی نسبت ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے مخاطب جس طرح چاہیں لے کر لیں۔ البتہ ہمیں مولوی صاحب کے آخری الفاظ سے جو جلی کر دئے گئے ہیں۔ مولوی صاحب کی جرأت اور دلیری کا اندازہ لگانا ہے۔ اور وہ بھی کسی اور طریق سے نہیں۔ بلکہ مولوی صاحب کے اپنے ہی الفاظ سے جو اسی تقریر میں انہوں نے فرمائے ہیں۔

مولوی صاحب نے مذکورہ بالا وعدہ کرنے کے تھوڑی دیر ہی بعد فرمایا۔

"جو لوگ بہادر ہوتے ہیں۔ ان کے دل ہی مسخر ہوں تو ہوں۔ تلوار ان کو مسخر نہیں کر سکتی"

پھر فرماتے ہیں۔

"تلوار اگر فتح کر سکتی ہے۔ تو بزدلوں کو شیر دل اور بہادر لوگ جیسے کہ راجپوتوں کی قوم تھی۔ تلوار سے مسلمان نہیں ہو سکتے"

ان الفاظ کو مدنظر رکھکر کہنا پڑتا ہے۔ کہ یا تو مولوی صاحب نے خونی مہدی کو مان لینے کا وعدہ کرتے ہوئے جو یہ کہا ہے۔ کہ "بھلا جس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ اس کو کون ہے۔ جو نہ مانے"

یہ جھوٹ کہا ہے۔ اور اگر یہ جھوٹ نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو بہادر لوگوں میں نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کا ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ بہادر ہوتے ہیں۔ تلوار ان کو مسخر نہیں کر سکتی۔ اور اپنے آپ کو ڈرپوک اور بزدل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انکا قول ہے۔ کہ

"تلوار اگر فتح کر سکتی ہے۔ تو بزدلوں کو"

یہ بزدلی مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو مبارک ہو۔ یہ بھی ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ مولوی صاحب نے اس برگزیدہ انسان سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ جسے خدا نے جری اللہ فی حلل الانبیاء بنایا۔ خدا کے اس پہلوان کو ماننے والے بزدلی کے ایسے پتلے نہیں ہو سکتے۔ جیسے مولوی محمد علی صاحب ہیں۔

ایک "مولنا" کی نظر بازی

عام مسلمان تو الگ رہے ان کے "مولنا" جس طرح علانیہ احکام اسلام کی خلاف ورزی کرتے بلکہ علی الاعلان اس کی تشہیر کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال "ابوالفخر مولنا سیماب صدیقی الوارثی اکبر آبادی" کے اس مضمون میں پائی جاتی ہے جو انہوں نے ۸ر جنوری ۱۹۲۳ء کے "آگرہ اخبار" میں "بہار کا ایک زریں ہفتہ" کے عنوان سے لکھا ہے۔ "مولنا" "وہ چیز جو بہار میں نہیں ملتی" کی سرخی قائم کر کے لکھتے ہیں۔

"بہار میں جہاں انسانیت۔ ہمدردی۔ خلق۔ تواضع۔ انکسار۔ مسافر نوازی۔ خلوص اور محبت کے اعلیٰ ترین جذبات پائے گئے۔ وہاں یہ صوبہ حسن صورت سے محروم نظر آیا۔ مردانہ حسن ایک حد تک ہر جگہ موجود تھا۔ مگر عورتوں میں نسائیت کی خوبصورتی کا فقدان عام طور پر کسل اندوز نظر تھا"

یہ نظارہ بازی قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (مومنوں سے کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں) کے ارشاد الٰہی کے جس قدر خلاف اور پھر اس کا اظہار جس قدر قابل شرم ہے۔ اس کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

عورتوں کا الٹ پھیر

اس عنوان سے ۷ر جنوری ۱۹۲۳ء کے "آگرہ اخبار" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں بڑے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ کہ

"بعض بڑے خاندانوں میں جہاں تہذیب سے کوئی بات خالی نہیں۔ ایک نئے قسم کا عارضہ پیدا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی زوجہ کو اپنی زوجہ سے بخوشی تبدیل کر لیتا ہے۔ بشرطیکہ تبادلیات کو پورے طور پر اپنا معین سمجھتا ہے۔ اور اس بیباکی سے کوئی افراد ان دونوں کی طرز زندگانی پر نہیں پڑتا"

کچھ عرصہ ہوا ہمیں ایک ایسے مقام کے متعلق جسے دینی تعلیم کا مرکز کہا جاتا ہے۔ اسی قسم کی اطلاع پہنچی تھی۔ اور مذکورہ بالا الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ جس "عارضہ" کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ عام لوگوں میں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ ایسے ہی لوگوں میں اس کا دخل ہے۔ جو شرعی تاویلات کو اپنے ہر فعل کی معین بنانے کا فن جانتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ عوام بیچارے اس سے بالکل محروم ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز بدی اور شرمناک بدکاری ہے۔ لیکن جن لوگوں میں اس کا ظہور ہوا ہے۔ وہ اگر اسی قسم کی حرکات کے مرتکب نہ ہوں تو شر من تحت ادیم السماء کے مصداق کیونکر ٹھیریں۔

ہندوستان سے باہر ہندو دھرم قائم نہیں رہ سکتا

اگرچہ ہندو دھرم کو ہندوستان کی چار دیواری سے باہر قدم رکھنے کی نہ آجتک کبھی ہمت ہوئی ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ہندوؤں کے نئے فرقہ آریہ سماج کا دعویٰ ہے۔ کہ ہندو دھرم عالمگیر ہے اور ساری دنیا پر اس کو پھیلا دیا جائیگا۔ اگرچہ آریہ سماج کا بھی یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور ویدک دھرم کی اشاعت سے آجتک نہ صرف وہ ہندوستان سے باہر ہندو دھرم کی اشاعت میں ناکام رہی ہے۔ بلکہ ہندوستان میں بھی غیر مذاہب کے جن چند ایک لوگوں کو اس نے اپنے اندر داخل کیا۔ وہ اسکو بہت مہنگے پڑے۔ اور اس کی تخریب کا باعث ہو رہے ہیں۔ تاہم آریہ سماج یہ دعویٰ ضرور رکھتی ہے۔ کہ ہندو دھرم عالمگیر ہے۔ مگر اس بارہ میں "مہاتما گاندھی" جیسے انسان کی رائے دیکھئے۔ جسے ہندو سر آنکھوں پر بٹھاتے اور ان کے ہر قول کو قابل تسلیم اور ہر فعل کو لائق تقلید سمجھتے ہیں۔

"مہاتما جی" سے "پنڈت بنارسی داس جی چترویدی ستہ آگرہ اخبار" سابرمتی" نے ملاقات کرتے وقت پوچھا۔

"ہندوستان سے باہر رہنے والے ہندوستانیوں میں ہندو دھرم کے پرچار کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے" اس کے جواب میں "مہاتما جی" نے فرمایا۔

میرا تو یہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہندو دھرم پر تو ہندوستان کی حدود کے اندر ہی عمل کیا جا سکتا ہے۔ ہاں ہندو دھرم کے مرم کو خیال میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

سورہ فاتحہ کی اہمیت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۱۲ر جنوری ۱۹۲۳ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

پہلے تو میں اس بات کا

اعلان

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ گو کھانسی کی ابھی مجھے شکایت ہے لیکن چونکہ یہ شکایت لمبی ہو گئی ہے۔ اور عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ سردیوں میں کھانسی کی شکایت ہو۔ تو لمبی ہوتی ہے۔ اور صرف درس میں کبھی لمبا وقفہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل سے عصر کے بعد درس قرآن شروع کر دوں۔

اس کے بعد میں تمام دوستوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

سورہ فاتحہ

ایک ایسا مضمون ہے۔ جس کے اوپر اسلام نے اس قدر زور دیا ہے۔ کہ شاید ہی کسی اور مذہب کی کسی تعلیم پر اتنا زور دیا گیا ہو۔ آخر ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے نزدیک اپنے مذہب کی کوئی نہ کوئی بات خصوصیت رکھتی ہے مثلاً عیسائی۔

کفارہ اور نجات

پر بہت زور دیتے ہیں۔ اور اس کو اپنے مذہب کی نہایت اہم اور ضروری تعلیم سمجھتے ہیں۔ یا ہندو۔

تناسخ اور پچھلے جنموں کی سزا و جزا

بھگتنے اور جنموں سے چھٹنے کی کوشش اہم تعلیم قرار دیتے ہیں۔ اسلام نے

کلمہ شہادت

پر بڑا زور دیا ہے۔ اور اس کو ایمان کی جڑ قرار دیا ہے لیکن یہ کیا بات ہے۔ کہ کلمہ شہادت کے پڑھنے پر اتنا زور نہیں دیا گیا۔ جتنا سورہ فاتحہ کے پڑھنے پر دیا گیا ہے۔

سنن کو اگر چھوڑ دیا جائے۔ تو یوں سمجھنا چاہئیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۷ دفعہ روزانہ اس تعلیم کے بطور فرض پڑھنے کا حکم ہوا۔

وتر

جو واجب ہیں۔ ان کو ملا لیا جائے۔ تو بیس مرتبہ روزانہ پڑھنے کا حکم ہوا۔ پھر

سنن

جن کی تعیین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہوئی ہے۔ ان کی ادنیٰ تعداد کو اگر شامل کیا جائے تو دس، اور ملا کر ۳۰ دفعہ روزانہ بن گئی۔ اور اگر

سنن کی اعلیٰ مقدار

شامل کی جائے تو پھر ۳۴ دفعہ ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ

نوافل

جو نہایت پسندیدہ ہیں۔ اور جن پر قرآن کریم نے بھی زور دیا ہے۔ ان کو ملا لیا جائے۔ تو ۴۲ دفعہ اور اگر وہ نوافل جو عموماً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ ملائی جائیں تو پھر پوری پچاس دفعہ روزانہ بن جاتی ہے۔ گویا ۱۷ دفعہ سے لیکر ۵۰ دفعہ تک برابر ایسی حدبندی ہے۔ کہ جس کی ایک حد تو فرض ہے۔ دوسری حد قریب قریب فرض کے ہے یعنی سنن اور پھر نوافل اور اگر اور

مختلف نوافل

شامل کر لئے جائیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ گو ان پر زیادہ زور نہ دیتے تھے۔ تو ۶۰ تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اور کوئی نماز بلکہ کوئی رکعت ایسی نہیں رکھی گئی جس میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہ ہو حتیٰ کہ جنازہ کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ حالانکہ بظاہر یہ نماز مرنے والے کے لئے دعا ہے۔

اس میں کیا حکمت ہے

سورہ فاتحہ کے پڑھنے پر اس قدر جو زور دیا گیا ہے۔ میرے نزدیک اتنا زور دینے کی وجہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے ہی ظاہر ہے۔ سورہ فاتحہ چونکہ تمام قرآن کے مضامین کا خلاصہ ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کا کوئی مضمون نہیں۔ جو اس میں نہ ہو۔ اور چونکہ قرآن کریم تمام روحانی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے اور اس میں وہ تمام مضمون ہیں جن کے بغیر خدا نہیں مل سکتا۔ جن کے بغیر روحانیت مکمل نہیں ہو سکتی۔ جن کے بغیر اخلاق اعلیٰ نہیں ہو سکتے۔ اور جن کے بغیر تمدن قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ سب مضامین سورہ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ثابت کئے ہیں۔ اور ہم بھی خدا کے فضل سے اصولی طور پر سب مضامین سورہ فاتحہ سے ثابت کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی معترض کھڑا ہو

اور کہے خدا کے قرب کے گر۔ روحانیت میں ترقی کرنے کے طریق۔ اخلاقی مضامین یا تمدن کے قیام کے گر بتاؤ۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ بلکہ ہر قسم کے روحانی مسائل اصولی طور پر اس سورۃ سے نکال سکتے ہیں۔

لیکن ایک مضامین عبارت کے الگ الگ ٹکڑے اور الفاظ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دوسرے عبارت کی ترتیب سے یعنی اس سورۃ کے ٹکڑوں سے سب مضامین نکلتے ہیں۔ مگر ساری سورہ فاتحہ

ایک خاص مضمون

کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور جو شخص بھی سورہ فاتحہ پر غور کریگا فوراً سمجھ جائیگا۔ کہ اسی مضمون کی وجہ سے اس کے پڑھنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ مضمون کیا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو علیحدہ کرکے کہ یہ

سُورۃ فاتحہ کی کُنجی

ہے۔ اور کنجی اپنا مستقل وجود رکھتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر اس طرح شروع ہوتی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الخ ساری خوبیاں خدا تعالیٰ میں ہی ہیں۔ اس سے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا کے سوا اور کسی ذات میں سب خوبیاں نہیں۔ صرف اللہ ہی کی ذات ایسی ہے۔ جس میں سب خوبیاں ہیں۔ اس کے بعد بتایا کہ اللہ میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ تم غور کرکے دیکھ لو۔ تم میں یہ ہیں یا نہیں۔ انسان سمجھ لیگا۔ کہ نہیں۔ اور انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے۔ جب اسمیں وہ خوبیاں نہیں۔ تو کسی اور مخلوق میں بھی نہیں ہو سکتیں۔

پس اس حصہ میں خدا تعالیٰ کی ذات کے اکمل اور بے مثل ہونے اور باقی چیزوں میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں ان کے ظلی ہونے کا ذکر ہے۔ اس کے آگے یہ بتایا ہے کہ

دُنیا میں ۲ قسم کے نقائص

اور کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو دور نہیں ہو سکتیں اور دوسری وہ جو دور ہو سکتی ہیں۔ مثلاً انسان کی بعض کمزوریاں ایسی ہیں۔ جو کبھی دور نہیں ہو سکتیں جیسا کہ انسان کے وجود کو ایک خاص حد تک بڑھنے کی اجازت ہے پانچ چھ فٹ تک لمبا اور ایک حد تک چوڑا ہو۔ اب اگر کوئی چاہے۔ وہ اتنا موٹا ہو جائے۔ کہ چار پانچ گھاؤں میں بیٹھ سکے۔ یا اتنا لمبا ہو جائے کہ ہمالیہ کی چوٹی کے برابر ہو جائے۔ تو یہ نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ اس کی حد مقرر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چاہے (جیسا کہ بعض لوگوں کو کھانے کا اس قدر شوق ہوتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر وقت کھاتے رہیں) ایسا انسان اگر چاہے کہ میں ہر وقت کھاتا جاؤں۔ اور میرا پیٹ نہ بھرے اور وہ سو ہزار یا لاکھ من کھا جائے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی حد بندی ہے ٭

اسی طرح

بعض اور کمزوریاں

ہیں۔ مثلاً یہ ہے۔ کہ بعض اعضاء اگر کٹ جائیں۔ تو پھر نہیں لگ سکتے۔ یا کسی کا ناک کان کٹ جائے۔ تو یہ نہیں ہو گا۔ کہ اور اُگ کر لگ جائے۔ یہ تو اس قسم کی کمزوریاں ہوئیں۔ جو دور نہیں ہو سکتیں۔ اور بعض نقائص ایسے ہیں جو دور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی بیماری سے کمزور ہو جائے۔ تو دوائی کھا کر طاقتور ہو جاتا ہے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین میں بتا دیا کہ انسان کو دیکھنا چاہیئے۔ اس کے لئے کمزوریاں تو ہیں لیکن کیا اس کے لئے دائرہ ہے بھی یا نہیں۔ ایک ناک کٹے کے لئے دائرہ نہیں کہ اس کا ناک دوبارہ بن جائے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ انسان ترقی کر سکتا ہے یا نہیں۔ ایاک نستعین میں بتایا کہ

انسان کیلئے ترقی کا دائرہ

ہے۔ کیونکہ مدد کی تب ہی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کچھ حاصل کرتا ہے۔ گویا یہاں تک یہ معلوم ہو گیا۔ کہ ادھر تو انسان کے ساتھ نقائص اور کمزوریاں لگی ہوئی ہیں۔ اور ادھر ترقی بھی کر سکتا ہے۔ آگے بتا دیا۔ کہ جس چیز میں ترقی ہو سکتی ہے۔ اسمیں تنزل بھی ہو سکتا ہے۔ جب تغیر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ تو یہ گندہ بھی ہو سکتا ہے اور اچھا بھی اسلئے بتا دیا کہ اھدنا الصراط المستقیم کے ذریعے

نیک تغیر کی درخواست

کرتے رہو۔ اور کہو کہ اے خدا ہماری ذات کامل نہیں کامل ذات تیری ہی ہے۔ مگر تو نے ہماری ذات ایسی بنائی ہے جس میں تغیر ہو سکتا ہے۔ یہ نیچے بھی جا سکتی ہے۔ اور اوپر بھی۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا تغیر اچھا ہو۔ بُرا نہ ہو۔ یہ خلاصہ ہے اس دُعا کا۔ اور اسی لئے اس پر اس قدر زور دیا گیا ہے ٭

چونکہ

انسان کی ذات میں تغیر

ممکن ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ اسلئے یہ دعا سکھائی ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ تمہارے لئے جب دونوں امکان ہیں۔ نیک بھی اور بد بھی۔ اسلئے تم ہر وقت ڈرتے رہو۔ کہ بد نہ ہو بلکہ نیک ہو۔ اور جب تک یہ خوف یہ طمع نہ لگی رہے شخص ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس طرف اس قد[ر] کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ

ایک کامل وجود

ہے۔ جس نے تمہارے لئے یہ رکھا ہے کہ تم جگہ سے ہ[ٹو] ہو۔ یہ ہٹنا خواہ آگے کی طرف ہو۔ خواہ پیچھے کی [طرف] مگر ہٹنا ضروری ہے۔ اسلئے تم دُعا کرو کہ تمہارا ہٹ[نا آگے] چلنے کے لئے ہو۔ پیچھے ہٹنے کے لئے نہ ہو۔

نماز۔ روزہ۔ نیکی۔ تقویٰ۔ اخلاق۔ تمدن ہ[ر بات] میں یہ بات لگی ہوئی ہے۔

انسان آگے ہو گا یا پیچھے۔

اس کے لئے تباہی ہو گی یا کامیابی۔ اس لئے مومن کو [اس طرف] خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ [ایک] جگہ پر کھڑا رہ سکیگا۔ اُسے یا آگے ہونا پڑے گا یا پیچھے جب کبھی کوئی تباہ ہوا ہے۔ اسی سورہ کے اس مضمون [کے] نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ کیونکہ جب کوئی سمجھتا ہے اب میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ اب میرے لئے کوئی خطرہ نہ[یں] تو وہی اس کا پہلا قدم ہوتا ہے۔ جہاں اُسے شیطان پکڑ[تا] اور تباہی کے پھٹے غار میں لے جاتا ہے۔ لیکن افسوس [ہے] کہ وہ لوگ جو پانچ وقت روزانہ کئی کئی بار اس سورہ [کو] پڑھتے ہیں۔ وہ جب رُوحانی نظارے دیکھتے ہیں۔ [تو] اس کے اس مضمون کو بھول جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں ہم محفوظ ہو گئے۔ ایسے لوگ بڑے بڑے درجے حاصل [کر کے] بے ایمان ہو کر مرتے ہیں۔ بڑی بڑی محنتیں کرتے ہیں۔ مگر ان کا کچھ نتیجہ نہیں حاصل کر سکتے ٭

مجھے معلوم ہے۔ ایک ایسا شخص ہے جو نماز [کا] تارک اور چندہ دینے میں سُست ہے۔ جب کوئی اُسے کہتا ہے کہ نماز پڑھا کرو۔ اور چندہ دیا کرو۔ تو وہ کہتا ہے بہت نمازیں پڑھ لیں۔ اور بہت چندے دے لئے یہ شخص اگرچہ قادیان سے باہر کا ہے لیکن اسی قسم کے بعض لوگ یہاں بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک وقت تک انہوں نے خدمتیں کیں۔ پھر انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ کرنے کی ضرورت نہیں

ے جو کچھ حاصل کرنا تھا کر لیا۔ یہ لوگوں کے لئے فتنہ اور
لئے بے ایمانی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ذرا
ریں۔ کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اس سورہ کو رکھا۔ کیوں
قدر زور دیا۔ کیوں ہر رکعت میں یہ نہیں بدلتی۔ کیوں
ات میں اس کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ اسی لئے کہ
ن ایک حالت پر نہیں رہ سکتا۔ اوپر ہوگا یا نیچے اور
ے میں اطمینان اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب
ت آجائے۔ اسوقت انسان مایوس ہو جاتا ہے۔ اور
کو کوئی عمل نہیں کیا کرتا۔ بس

یہ مت سمجھو

تک تم نے جو خدمت کی ہیں [illegible] کی خدمت
گئے ہو۔ اور آج تمہیں اختیار ہے کہ دینی خدمات کو
ڑ دو۔ اگر ایسا کرو گے۔ تو تمہارا قدم وہاں نہیں
رہیگا۔ جہاں پہلی خدمات کی وجہ سے پہنچا ہے۔ بلکہ
آنا شروع ہو جائیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز
جگہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہیں آگے
ھنے کی ضرورت نہیں۔ تو یاد رکھو۔ تم وہاں بھی نہ ٹھہر سکو گے
اں پہنچ چکے ہو۔ بلکہ اس سے پیچھے گرنے لگ جاؤ گے
تم اس سورہ کو لغو نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے مطابق اپنی
خیال بناؤ۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ محمد رسول اللہ [illegible] اوپر
جاؤ۔ اس سورہ کو یونہی نہ پڑھو۔ بلکہ اس پر اسطرح قائم
جس طرح ایک تیز گھوڑا جو ٹھوکر کھا کر سر پھوڑ دینے والا
اس پر سوار قائم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی اس سورۃ کے سمجھنے
قائم رہنے کی توفیق دے۔ اور اس راستہ سے بچائے جس
اسکی ناراضگی کا موجب ہے۔ وہ شخص جو ٹھوکر کھا کر
اور لوگ اسے سمجھائیں۔ اس شخص سے زیادہ کامیاب
قریب ہوتا ہے جو سمجھتا ہے کہ میں ہدایت پا گیا۔ مگر حقیقت
ٹھوکر کھائے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو نہ کوئی سمجھانیوالا
ہے۔ اور نہ وہ خود سمجھنے کی ضرورت سمجھتا ہے۔ اسلئے
تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ ہمیں لوگوں کو صحیح راستہ پر چلائے

کیا حمایت محض وہابیت سے مخصوص ہے

میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اہلحدیث ہونے میں کبھی شک نہیں کیا۔ پھر خدا جانے وہ کیوں تازہ سے تازہ مثال اپنی بے سمجھی اور نادانی کی پیش کر رہے ہیں۔

میں نے جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ وہ مقبرہ بہشتی اور حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر بھی حاضر ہوا کریں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسے قبر پرستی قرار دیا ہے۔ خدا جانے یہ لوگ عالم دین کیوں کہلاتے ہیں۔ قبر پرستی کن وجوہات سے ہے۔

(۱) کیا میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ لوگ قادیان میں محض مزار حضرت احمد مختار پر حاضر ہونے کے لئے جمع ہوا کریں؟ ہرگز نہیں۔

(۲) تو کیا میں نے یہ کہا ہے۔ کہ لوگ مزار پر انوار پر حاضر ہو کر سجدہ کریں۔ یا چڑھاوا چڑھائیں۔ یا منتیں مانگیں۔ جب یہ نہیں تو قبر پرستی کے کیا معنے؟

پھر میں پوچھتا ہوں۔ کیا کوئی بدبخت وہابی ایسا ہے۔ جو مدینہ منورہ میں گیا ہو۔ اور روضہ مطہرہ رسول الثقلین پر حاضر نہ ہوا ہو۔ جب ایسی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی تو اگر قادیان میں جلسہ پر آنیوالے مقبرہ بہشتی میں چلے جائیں۔ تو اس میں کونسا کفر یا شرک لازم آگیا۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ زیارت قبور سے دنیائے فانی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اور اس سے [illegible] ہوتی ہے۔ کیا بڑے بڑے بزرگوں کی قبر دیکھنے سے انابت الی اللہ کی روح پیدا نہیں ہوتی۔ کہ جب یہ اس جہان کو چھوڑ گئے۔ تو ہم کون ہیں۔ جو ہمیشہ رہیں گے۔ کیا اس حالت میں اپنے لئے اور مرنے والوں کی بخشش کے لئے دعا مقرون بہ اجابت نہیں۔ ضرور ہے۔

کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ اہل اللہ خصوصاً مامورین و انبیاء کے اجساد جس زمین میں مدفون ہوتے ہیں۔ اسکو برکت دیجاتی ہے؟ جب یہ سب کچھ ہے۔ اور بایں ہمہ خشکی اہلحدیث بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ تو ہم پر قبر پرستی کا الزام کیوں؟ [illegible] ان تمام موحدوں سے کوئی پوچھے کہ جب تم مریم کے عاجز بیٹے عیسیٰ کو خدائی صفات سے متصف کرتے ہو۔ تو اسوقت تمہاری توحید کہاں جاتی ہے۔ بیشک توحید اور اجتناب از شرک جلی و خفی ہی عین الایمان ہے۔ مگر اپنے مورث اعلیٰ سی توحید نہ ہو۔ جو ایک آدم کے مقابل میں اس قسم کے زہد و تقشف کی شیخی بگھارتے مورد ان علیک ہوا۔

پھر افترا پردازی ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے۔

"آمدنی کا ذریعہ خاصہ ہے۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو قبر مرزا پر گنبد کی شکل کا سرپوش کیوں بنایا جاتا"

میں حیران ہوں۔ کہ اس شخص کی جان کیونکر نکلیگی۔ اور اسے جہنم کے کونسے طبقے میں جگہ دی جائیگی۔ جس کے حد سے بڑھے ہوئے افترا کی یہ انتہا ہے۔ کہ وہ باوجود سب کچھ جاننے اور دیکھنے کے گنبد کی شکل کا سرپوش جھوٹ موٹ لکھ رہا ہے۔ حالانکہ کوئی سرپوش نہیں۔ کوئی پختہ عمارت نہیں۔ اور دراصل قبر کو بھی کوئی خاص امتیاز نہیں۔ کیونکہ دوسری قبروں کی طرح کچی ہے۔ اور اسپر مٹی پڑی ہے۔ نہ چڑھاوا چڑھتا ہے۔ نہ کسی کو کبھی یہ خیال تک آیا ہے۔ نہ وہاں کوئی منتیں مانتا ہے۔ ہاں اب میں سمجھا۔ یہ عبارت لکھ کر کہ مرزا صاحب کی قبر امتیازی صورت میں ہے۔ اور حضرت عبداللہ غزنوی کی قبر غیر امتیازی صورت میں دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ مقصود ہے۔ کیونکہ گنبد خضرا ہی امتیازی صورت رکھتا ہے۔ اے کاش! اتنا تو دیکھ لیتے۔ جسے تم قبر پرستی کا رواج دینے والا کہنا چاہتے ہو (اکمل) انکی نسبت حضرت خلیفہ اول نے دو چار بار اپنی تقریر میں بیان فرمایا۔ کہ سماع موتی کا قائل نہیں۔ بھلا جو یہ کہتا ہے کہ مُردے قبروں میں باہر کی آواز نہیں سنتے۔ جیسا ایک سویا ہوا بھی نہیں سن سکتا۔ وہ کس طرح اس بات کا قائل ہو سکتا ہے۔ یا کسی دوسرے کو تحریک کر سکتا ہے کہ اس صاحب قبر سے اپنی حاجت طلب کرو۔ جو سنتا ہی نہیں۔ وہ حاجت کیا روا کریگا۔ بندہ خدا کبھی تو عقل و شرم سے کام لیا کرو۔ کیوں خواہ مخواہ ہمارے متعلق ہر معاملہ میں کذب بہتان۔ افتراء دھوکہ دہی اور بے دیانتی پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اس کے سوا بھی سردار اہلحدیث کہلا سکتے ہو۔ ہاں اگر سرداری کے لئے ان صفات کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ تو تم جانو۔

(اکمل۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معاملہ سٹور

جس شخص میں ذرا بھی ایمانی غیرت ہے۔ وہ اس شخص کو جس نے بلا اظہار نام سٹور کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں ایک گمنام خط میں جو مضمون جس انداز سے تحریر کیا ہے۔ نفرت کے قابل سمجھے گا۔ اور اس پر ملامت کئے بغیر نہ رہیگا۔

جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے کسی کو اس سے اتفاق کرنے میں تامل نہ ہوگا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو اس وقت تک ایماندار سمجھنا چاہئے جب تک کہ وہ بددیانت ثابت نہ ہو۔ مگر سٹور کے متعلق خط کے کاتب کا اصل شاید یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو بے ایمان سمجھنا چاہئے۔ جب تک کہ اس کی ایمانداری ثابت نہ ہو۔ لیکن لکھنے والا یقیناً یہ پسند نہ کریگا کہ اسی اصل پر اس کی ذات کو پرکھا جائے۔

بغیر تحقیقات کے کسی صیغہ کے منتظمین کو خائن و بددیانت قرار دیدینا خود ایسا فتویٰ دینے والے کے نہ صرف ضعف ایمانی بلکہ دانستہ فتنہ انگیزی پر دلالت کرتا ہے۔ آج کل کے ایمانی پانوں کچھ اس قدر کمزور رہنے ہیں کہ ٹھوکر کھانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور جس شخص نے سٹور کے متعلق خط لکھا ہے۔ ایک تو خود اس نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور دوسرے ایک گڑھا تیار کیا ہے جس میں دوسرے بھی ٹھوکر کھائیں۔

اس معاملہ کے جن پہلوؤں کو اس نے بری صورت میں ابھارنا چاہا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ قادیان کے اکثر صیغوں کے اور خاص طور پر سٹور کے منتظمین بددیانت ہیں۔ جہاں ایک خاص تعداد کی رقم میں خیانت کی گئی ہے۔

۲۔ انتظامات خراب طریق پر چل رہے ہیں۔

۳۔ گو سب سے اخیر مگر اہمیت میں سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے نقائص کی ذمہ داری تمام و کمال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر ہے۔

امر اول کے متعلق جو کچھ حضرت اقدس فرما چکے ہیں۔ اس پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں ہے۔ واقعی اس امر کی کون تردید کر سکتا ہے۔ کہ جب تک کامل تحقیقات نہ کر لی جائے منتظمین کی نسبت کوئی رائے قائم کرنا دیانت کے خلاف ہوگا۔

رہا امر دوئم اس کا اندازہ کچھ وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو قادیان میں کچھ عرصہ رہے۔ اور کام کرنے والوں کی حالت کو دیکھے۔ اس کو نظر آئیگا۔ کہ ایک جوش ایمانی ہے۔ جو ان سب میں کام کر رہا ہے۔ ایثار کا لفظ جو محض لغت کی کتابوں میں دیکھا گیا ہے۔ تمہیں وہاں عملی صورت میں نظر آئیگا۔ ورنہ جو صاحب وہاں جس تنخواہ پر کام کر رہے ہیں اس سے کہیں زیادہ قادیان سے باہر رہکر پیدا کر سکتے ہیں مگر وہی ایک انصار و مہاجرین کی جماعت ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھکر خدمت دین میں مصروف ہے۔ اور اپنے دلوں پر حضرت مسیح موعود کے عشق و محبت کے زخم لئے ہوئے دیار حبیب میں رہکر دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ ؎

بزیر شاخ گل افعی گزیدہ بلبل را
نواگران نخوردہ گزند را چہ خبر

ہم کہتے ہیں اور بلا خوف تردید کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ سب کچھ غلط ہے تو کتنے لوگ ایسے ہیں جو زیادہ درد دل رکھتے ہوئے موجودہ تنخواہوں سے (جو قادیان میں کام کرنیوالے پا رہے ہیں) کم پر آنے کے لئے یا بطریق تنزل موجودہ تنخواہ پر ہی آنے کو تیار ہیں۔ اس کا جواب چاہے کوئی نفی میں دینا پسند نہ کرے مگر عمل ثابت کرتا ہے۔ کہ نفی کے سوا اس کا کوئی دوسرا جواب ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ ایسے اعتراضات ہم پہلے سے سن رہے ہیں۔ مگر وہ معترضوں کی زبانوں پر ہی رہے ہیں۔ عملاً وہ خود کچھ کر کے دکھا نہیں سکتے۔ اعتراضات اور نکتہ چینی آج سے ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے ایک دل پسند مشغلہ سمجھا گیا ہے۔ مگر داناؤں نے اسے ہمیشہ تخریبی کاموں کی فہرست میں جگہ دی ہے۔ جب موجودہ کام کرنے والوں کی جگہ زیادہ درد دل اور ایثار کا دعویٰ کرنے والے میدان میں نہیں آسکے۔ تو ہمیں یہ کہنے دیجئے۔ کہ مہاجران قادیان نے مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے اپنے کام کو جس بلند معیار پر پہنچا دیا ہے اس پر اعتراضات آسان ہیں۔ مگر اس معیار تک پہنچنا مشکل ہے۔

ظرف این ہنگامہ پیداکن خرابات است این
گرد ہر ویرانہ صد منصور و دار افتادہ است

ایسے حالات میں قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم قادیان کے کارکنوں پر شرم سے گردنیں جھکا کے بغیر اعتراض کر دینے چاہئیں۔ اور کیا ان کی خدمات کا جو اگرچہ ان کے اپنی نقطہ نگاہ سے خالصاً للہ ہی ہیں یہی معاوضہ ہے۔ کہ ان کو دور سے ہی بیٹھے بیٹھے متہم اور بدنام کیا جاتا ہے۔ اور خود کچھ کر کے نہ دکھایا جائے۔

تیسرے امر کی بابت خود حضرت اقدس نے اتنی وضاحت سے اور ایسی خوبصورتی سے اپنے خطبہ میں فرما دیا ہے۔ کہ اس سے زیادہ آزادی اور صفائی کے ساتھ کہنا مشکل ہوگا۔ اور یہی باتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور عام انسانوں سے بالاتر ہیں۔

مجھے افسوس بھی آتا ہے۔ اور ہنسی بھی۔ جب میں یہ یاد کرتا ہوں۔ کہ کسی شخص کے دعوئی پیغمبری پر کسی کم سمجھ نے اس کے جھوٹ یا سچ پرکھنے کیلئے اس کے آگے کھولنے کیلئے گورکھ دھندا رکھدیا جس پر اس نے جواب دیا۔ کہ

من دعوئے پیغمبری کردہ ام نہ دعوی آہنگری

سٹور کے متعلق خط لکھنے والے کے خیال میں قادیان کے سٹور کا ٹھیک ٹھیک نہ چلنا۔ اگر وہ درست ہو۔ یا کسی صیغہ میں بدنظمی یا مثلاً کبھی الفضل اور ریویو کا وقت پر شائع نہ ہونا یہ ایسے معیار ہیں جن پر خلافت کی قابلیت و عدم قابلیت کا اندازہ لگایا جانا چاہئے۔ اگر یہی ہے۔ تو ہم اس کو اس شخص سے کم نہ سمجھیں گے جس نے گورکھ دھندے کے کھولے جانے کو معیار پیغمبری قرار دیدیا تھا۔

اس سے بھی نیچے اتر کر میں یہ پوچھونگا۔ کہ کیا خلیفہ ان شعبوں میں سے کسی ایک میں بھی خرابی یا نقص کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ ہم نے اپنی ساری ذمہ داریوں کو فراموش کر دیا ہے۔ اور دوسرے معنوں میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ ہم میں روحانیت بھی پیدا کرے۔ اور وہی سٹور کھولکر حصہ داروں میں منافع بھی تقسیم کرتا رہے۔ اگر یہی جواب ہو سکتا ہے۔ تو یہ گستاخی۔ پست ہمتی۔ بے حیائی اور ضعف ایمانی کی یہ آخری سرحد ہوگی۔ لیکن ایسا خیال رکھنے والے کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ چہارم

تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور

دیوانی مقدمہ نمبر ۹۴۵ بابت ۱۹۲۲ء

روڈمال ولد ٹیکا مل ذات اگروال ساکن زیرہ مدعی

بنام

پریم سنگھ ولد جیون سنگھ ذات جٹ ساکن حال چوپالیہ تحصیل منچن آباد ریاست بہاولپور۔ ڈیرہ سنگھ ولد ہزارا سنگھ ذات ترکھان ساکن تھمن والا تحصیل موگا مدعا علیہم

دعویٰ اسامی ۵۰ روپیہ بذریعہ تمسک

مقدمہ مندرجہ صدر درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مسمی پریم سنگھ مدعا علیہ عدا دیدہ دانستہ تعمیل سمن حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تاریخ ۷ار فروری سنہ ۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر اصالتاً یا وکالتاً جوابدہی مقدمہ ہذا کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۲۳ء بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط سب جج درجہ چہارم تحصیل زیرہ (مہر عدالت)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ چہارم

تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور

مقدمہ نمبر ۱۳۸۲ بابت سنہ ۱۹۲۳ء

روڈمال ولد ٹیکا مل ذات اگروال ساکن زیرہ مدعی

بنام

حیات محمد ولد نہالا ذات جٹ مسلمان ساکن شہیانوالی تحصیل زیرہ مدعا علیہ

دعویٰ مانگی ۱۶۰ روپیہ بروئے بہی

بمقدمہ مندرجہ صدر درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسمی حیات محمد مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن و حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۷ر فروری سنہ ۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر اصالتاً یا وکالتاً جوابدہی مقدمہ ہذا کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۲۳ء بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط سب جج درجہ چہارم تحصیل زیرہ (مہر عدالت)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ چہارم

تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور

پھمنداس ولد گنگا رام ذات سود ساکن سلینہ تحصیل موگا مدعی

بنام

چیبا ولد سمندا ذات بلوچ جٹ مسلمان ساکن سلینہ تحصیل موگا حال آباد سلے تحصیل فیروزپور مدعا علیہ

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۵۰۰ روپیہ بروئے تمسک اصل و سود

بمقدمہ مندرجہ صدر درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسمی چیبا مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن و حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اس کو زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۵ر فروری سنہ ۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں آوے گی۔

تحریر ۶ر جنوری سنہ ۲۳ء

دستخط سب جج صاحب درجہ چہارم تحصیل زیرہ

(مہر عدالت)

احمدی نقیب چاہیئے

انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ کے لئے ایک احمدی نقیب یعنی چپڑاسی کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی مستعد جوان یہ دینی ملازمت کرنا چاہے۔ تو فوراً جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ کے پاس حاضر ہو جاوے۔ تنخواہ علاوہ رہائشی مکان کے ۵ روپیہ ماہوار ملیگی۔

خاکسار محمد عبداللہ جنرل سکرٹری

ضرورت

ایک احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی خدا کے فضل سے خواندہ با سلیقہ اور امور خانہ داری سے واقف اور نوجوان عمر ۱۶ سال ہے۔ درخواست کنندہ میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے ضروری ہیں۔ تعلیم یافتہ برسر روزگار خواہ ملازمت پیشہ ہو یا تجارت پیشہ مگر باحیثیت ہو۔ اور ماہوار تنخواہ یا آمدنی ایک سو روپیہ سے کم نہ ہو۔ نوجوان دیندار احمدی ہو۔ درخواست میں اس امر کا تذکرہ ضرور ہو کہ وہ کب احمدی ہوا۔ اور کون کون رشتہ دار اس کے احمدی ہیں۔ اور عمر کتنی ہے۔ اور دیگر خاندانی حالات کیا ہیں۔ بہ خط و کتابت بنام ا ف پ ج معرفت مینیجر الفضل قادیان ہونی چاہیئے

حبوب جامع الفوائد

الدرشافی۔ حبوب جامع الفوائد یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات اور حضرت خلیفہ اول کے مجربات سے ہے۔ یہ خدا کی ۳۰ سالہ تجربہ سے بے نظیر گولیاں۔ دافع فالج ہر قسم و جمیع المفاصل تمام امراض باردہ اور درد پشت و بازو اور بڑھانے والی بھوک اور یہ خاص دوائیوں کے جوہر سے مرکب ہیں۔ قیمت فی درجن ۱۲ر یک صد گولی پانچ روپے محصولڈاک ۶ر

خاکسار

برکت علی احمدی رنگل ڈاکخانہ پنڈی کالو گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عینک سے نجات پانے کا آلہ

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مقدسہ
حضرت مسیح موعود اور حکیم الامتہ خلیفہ اول
یہ سرمہ امراض آنکھوں کیلئے بہت مفید ہے اور
مجرب ہے۔ اور یہ سرمہ ککروں کیلئے اور نظر بڑھانے
کیلئے ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔
لالی ہو۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا
ہو۔ نظر کمزور ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے
اور اگر ایک ہفتہ استعمال کر کے کسی شخص کو
فائدہ ثابت نہ ہو۔ تو بیشک واپس کر دے۔
قیمت سرمہ فی تولہ عہ قسم اول اور ممیرا
قسم اول فی تولہ ۷ر

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت
یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام
قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جذام
و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق
و قولنج خبیث و فساد بلغم قاتل کرم شکم و مفتت
سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و یبوست
و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید
ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ
سے استعمال کریں قیمت قسم اول عہ
فی تولہ قسم دوم ۸ر فی تولہ

المشتہر
احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

قادیان میں قابل فروخت سکنی زمین

قادیان دارالامان میں مکان بنانے
کے خواہشمند احباب کی اطلاع
کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ اس وقت
قادیان کی نو آبادی میں مندرجہ
ذیل شرح کی سکنی زمین قابل فروخت
موجود ہے۔

ساڑھے سات روپے	فی مرلہ
دس ۱۰ روپے	فی مرلہ
ساڑھے بارہ ۱۲/۸ روپے	فی مرلہ
پندرہ ۱۵ روپے	فی مرلہ
بیس ۲۰ روپے	فی مرلہ
پچیس ۲۵ روپے	فی مرلہ
تیس ۳۰ روپے	فی مرلہ
پینتیس ۳۵ روپے	فی مرلہ
چالیس ۴۰ روپے	فی مرلہ

بلحاظ حیثیت موقعہ کے زمین کی قیمت

تفصیلات کے لئے خاکسار سے
خط و کتابت فرما دیں ؂

نوٹ:۔ ایک مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ
ہوتا ہے۔ یعنی پندرہ فٹ لمبا اور پندرہ
فٹ چوڑا۔

خاکسار (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

ہندوستان کی خبریں

وائسرائے کی تہدید کانگریس کو

وائسرائے ہند نے ...
میں جو تقریر کی ...
اس میں نیشنل کانگریس کی ان روئدادوں کے متعلق جو گذشتہ ...
اجلاس میں پاس کی گئی ہیں فرمایا:۔
جو لوگ بنہیں ہندوستان کی فلاح و بہبود کے ساتھ ...
وابستگی ہے۔ اور جو اس ملک کے لئے اپنے دل میں سچی محبت
کے ولولے موجزن پاتے ہیں۔ وہ گیا کانگرس کی افسوسناک
قرار دادوں پر ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ میں ان قرار دادوں ...
تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کرونگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں ...
ان میں ہندوستان کی حقیقی آواز یعنی اس کے سچے محبان
اور حقیقی خادموں کی آواز بالکل شامل نہیں۔ کانگرس کی ...
تیاریوں کی بو رہے طور پر تشدد کی جائیگی۔ اور میں ...
حضرات کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر تو اے شورش وانسا...
سر اٹھایا۔ تو میری حکومت ان سے نپٹ آزما ہوئے اور انہیں
کچلنے کے لئے اپنے تمام ذرائع کو صرف کر دے گی۔

لالہ لاجپت رائے لاہور میں

لالہ لاجپت رائے کو ... جیل سے لاہور سنٹرل
جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

ہندؤوں کو جنگجو بنانے کی کوششیں

پنڈت مالوی ...
... جنوری کو
لاہور آئے۔ اور لوکل ہندو لیڈروں کے ساتھ ہندوستان
بھر میں ہندوستان کی آرگنزیشن کے متعلق گفتگو کی ...
مالوی جی ایک پروگرام بنا رہے ہیں جس سے ہندو قوم ...
زبردست آرگنزیشن بن جائے گی۔

دیوبند کے ایک امام مسجد کی گرفتاری

دیوبند میں ...
آدمی جعلی ...
بنانے کے جرم میں گرفتار ہوئے ... میں سے ایک ...
امام ہے۔

تارک موالات بیرسٹروں کا موالات

مسٹر ایم بی ابھیانکار ...
جو آل انڈیا کانگریس ...
کے ممبر ہیں۔ اور ڈاکٹر محمد عالم جو قومی یونیورسٹی علیگڈھ ...